© rasailojaraid.com

شاہ بلیغ الدین

جنت نشان

بیادِ امیر المومنین قاتل الکفار والمشرکین خلیفۂ راشد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

فرمایا۔۔۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے نرم اور نفیس کپڑے پہنے تو قیامت کے دن اُن کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جائے گا! یہ کہنے والا بڑی شخصیت کا مالک تھا۔ ایران سے، شام سے، یمن اور نہ جانے کن کن علاقوں سے اُس کے تجارتی تعلقات تھے۔ وادیٔ بطحا کے بڑے تاجروں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ سُوال اس سے یہ ہوا تھا کہ۔۔۔ یہ جو آپ کھدّی کا بنا ہوا کپڑا پہنے ہوئے ہیں یہ نہایت موٹا اور کھردرا ہے۔ آپ کیوں اچھا کپڑا نہیں پہنتے؟۔۔۔ جواب سنکر خادم سالم رو پڑا پھر بڑے ادب سے بولا کہ۔۔۔۔ آقا! اگر آپ اجازت دیں تو ایک بات یاد دلاؤں! آقا نے کہا۔۔۔ بے دھڑک بتاؤ! سالم نے کہا۔۔۔ پہلے تو آپ نرم اور ملائم کپڑے پہنتے تھے آقا نے کہا۔۔۔ ہاں! تم ٹھیک کہتے ہو۔ سالم نے کہا۔۔۔ یہ قمیض جو آپ پہنے ہوئے ہیں چار درہم میں بنی ہو گی! اب تو اس کی کوئی قیمت ہی نہیں یہ جگہ جگہ سے پھٹ گئی ہے اور اس میں کئی پیوند لگے ہیں۔ فرمایا۔۔۔۔ ہاں! تم ٹھیک ہی کہتے ہو! خادم بولا۔۔۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ صرف آپ کی قمیض چالیس درہم کی ہوا کرتی تھی۔ اب اپنے اوپر اتنا تو ظلم نہ کیجئے کہ پیوند زدہ کپڑوں پر اُتر آئیے۔ آج جو عزت اللہ نے آپ کو دی ہے پہلے تو کبھی آپ کو یہ عزت نہ ملی تھی۔ کروڑوں میں کسی کو یہ مقام ملتا ہے۔ اب تو آپ ہی نہیں غیر بھی دور دور سے آپ سے ملنے آتے ہیں۔ پہلے اتنے لوگ بھی آپ سے ملنے نہیں آتے تھے۔ فرمایا۔۔۔ ہاں! تم سچ کہتے ہو لیکن اب تو انہی کپڑوں میں اور اسی حال میں گزر بسر ہو گی۔

یہ اللہ کا بندہ بھی بڑی خوبیوں کا مالک تھا۔ رزم کا ایسا دھنی کہ عکاظ اور ذُوالمجنہ کے میدانوں پر اس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ ہر سال جب وہاں میلہ لگتا اور شہسواری اور شمشیر زنی کے مقابلے ہوتے تو شاذ ہی کوئی اس کے منہ آتا تھا۔ بزم کا وہ ایسا اُستاد تھا کہ عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ۔۔۔ رات رات بھر شعر سنایا کرتا تھا۔ خطابت اس کے گھر کی لونڈی اور سفارت آبائی کنیز تھی۔ عربی صرف و نحو کے قواعد اسی نے مرتب کئے پھر یہ کام حضرت علیؓ نے اپنے دور میں آگے بڑھایا۔ شعر کی پرکھ تو اللہ نے اسے ایسی دی تھی کہ نابغہ ذبیانی جیسا شخص کہتا تھا کہ۔۔۔ اگر انہوں نے کسی سے ایک شعر دوبارہ پڑھوالیا تو وہ شاعر نہال ہو جاتا تھا، فخر سے ایک ایک سے کہتا پھرتا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ۔ جو عہدِ جاہلیت میں بلند مرتبہ تھے وہ اسلام میں بھی اعلیٰ مرتبے کے حامل رہے [illegible] نے ان جلیل القدر بزرگ کو اس ارشاد کا نمونہ بنایا تھا۔ اسلام لے آئے تو اس شان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محبوبیت سے کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا مانگی۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ۔۔۔ وہ ایمان لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت عطا فرمائی۔ انہی کو ساتھ لے کر امام الانبیاء نے پہلی مرتبہ حرمِ کعبہ میں باجماعت نماز پڑھی جس میں چالیس اہلِ ایماں حاضر تھے۔ جس دن سے ایمان لائے اسی دن سے مقربِ بارگاہِ نبوی بن گئے۔ اللہ کے رسول کا ارشاد تھا کہ۔۔۔ آسمان پر آپ کے دو وزیر تھے، اور زمین پر دو وزیر! زمین کے وزیروں میں ایک ابوبکر تھے دوسرے یہ بزرگ محترم! فارابی اور ماوردی جیسے سیاسی مفکروں نے انہی کو ذہن میں رکھ کر یہ معیار بنایا ہے کہ۔۔۔ حکمران وقت کو کیسا ہونا چاہیے؟

سابقون الاولون میں شامل، ہجرت میں پہل کرنے والے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ایک، بدری صحابہ میں شریک، بیعتِ رضوان میں حاضر، وہ تمام غزوات میں نبی اللہ کے ساتھ رہے۔ اللہ نے انعام سے سرفراز فرمایا تو وہ اتنی بڑی مملکت پر حکمران رہے جتنا یورپ کا تین چوتھائی رقبہ ہوتا ہے۔ امیرالمومنین بننے سے پیشتر بڑے ٹھاٹ سے رہتے تھے مگر منصب اور اقتدار ملا تو ایک دنیا کے برخلاف درویشانہ چلن اختیار کیا۔ سالم نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ۔۔۔ میں ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہا ہوں جب اللہ کے فضل سے خلافت کا منصب مل گیا تو میں نے سوچا کہ اب تو بس جنت ہی کی طلب ہونی چاہیے!

سالم کہتے تھے کہ امیر المومنین بن جانے کے بعد ان کے آقا کا پورا لباس۔۔۔ قمیض، پاجامہ، عمامہ، ٹوپی موزے سب کی قیمت جوڑی گئی تو مشکل سے بارہ دام بنے۔

ایک موقع پر صاحب التاج والمعراج ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جنت میں عمر بنِ خطابؓ کا مکان دکھایا گیا! جنت کے یہ طالب وہی تھے۔

○

تحریک آزادی کے نامور رہنما اور صاحب طرز ادیب مفکر احرار چودھری افضل حق کی خودنوشت سوانح

میرا افسانہ

چالیس برس بعد دوبارہ شائع ہو گئی

● میرا افسانہ ● ایک عہد اور ایک زمانے کی سوانح ● آزادی کے مجاہدوں کا تذکرہ

کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ طباعت، خوبصورت جلد صفحات ۲۰۸ قیمت ۱۱۰ روپے

© rasailojaraid.com